



فروری 2011ء

- پوپ و پادری کا قارورہل گیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا فقدان (اداریہ)
- رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے (باب الحدیث)
- قانون ناموسی رسالت ﷺ (حقائق اور پر و چیلنڈر)
- جشن میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
- غزالی زماں علیہ السلام اور عشق رسول ﷺ
- شہادت اعداء پر نورانیہ حسیب خدا ﷺ
- گستاخ رسول ﷺ کا حکم (قرآن و حدیث کی روشنی میں)
- محسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل
- جہیز کی شرعی حیثیت
- ناموسی رسالت کے لئے جان ہے حاضر

جامعہ نظریہ رضویہ

لاہور 042-37665030 شیخوپورہ 056-3786428



جلد نمبر 11 شماره نمبر 2

فروری 2011ء

مدیر امجدی  
محمد اکرام اللہ  
0300-6212350

ذریعہ سرپرستی  
جامعہ مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ  
علامہ  
محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی  
بانی مدنی  
جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیر اعلیٰ  
ابوالحسن  
محمد طاہر تبسم قادری  
0300-9439464

مقام اشاعت  
حافظ نصیر احمد ہزاروی  
صاحبزادہ  
0300-9415300

معاون مدیر  
ابوالفضل  
محمد رمضان سیالوی  
0321-8429060

ادبیات کے لئے  
دفتر مجلہ النظامیہ  
جامعہ نظامیہ رضویہ  
لوہاری گیٹ لاہور  
042-7665030

سرکاری شیعہ  
صاحبزادہ  
غلام مرتضیٰ ہزاروی  
0300-4270963  
اس ادارے میں سرگشتان اس بات کی علامت ہے  
کتاب کا زمرہ سالانہ ختم ہو چکا ہے

ممبر شپ فیس  
پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک  
250 روپے  
قیمت فی شمارہ 20 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگاری رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مقام اشاعت  
جامعہ نظامیہ رضویہ  
ہند اندرون لوہاری  
دروازہ لاہور  
042-7657314



## حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
۴	نعت رسول محمد ﷺ
۵	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ
۵	کامپ و پادری کا قاروہل کیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا فقدان (اداریہ)
۸	مولانا محمد طاہر عجم القادری
۸	باب اللہ عیسیٰ (رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے)
۱۱	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۱۱	قانون ناموس رسالت ﷺ (حقائق اور پروپیگنڈہ)
۱۶	انصار عباسی
۱۶	جشن عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
۲۵	پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۲۵	غزالی زماں علیہ الرحمۃ اور عشق رسول ﷺ
۳۱	علامہ محمد منشا تائش قصوری
۳۱	شہادت اعداء پر نورانیت حبیب خدا ﷺ
۳۵	مولانا سردار احمد رضا رضوی ملیسی
۳۵	کتاب رسول ﷺ کا حکم (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۳۹	مولانا قاری تاج محمد
۳۹	حسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل
۴۱	شاہد مختاری، محکم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
۴۱	جہنم کی شرعی حیثیت
۴۷	ڈاکٹر فوزیہ فیاض، پرنسپل جامعہ النور لاہور
۴۷	ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر
۴۷	سید عارف محمود مجبور رضوی

## حمد باری تعالیٰ جل جلالک

(مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا  
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بنایا تجھے حمد ہے خدا یا  
تمہیں حاکم برمایا تمہیں قاسم عطایا  
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا  
وہ کنواری پاک مریم وہ نفست فیہ کا دم  
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا  
فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تم کو منصب  
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا کرو قسمت عطایا  
والی اللہ فارغوب کرو عرض سب کے مطلب  
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا بنو شافع خطایا  
یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے  
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا  
ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو  
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا نہ کوئی گیا نہ آیا  
ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل  
دروغہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا یہ نہ پوچھ کیا پایا  
☆☆☆.....☆☆☆☆☆



## نعت رسول ﷺ

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں  
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں  
جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں  
جلتے بھادئے ہیں روتے ہنسا دیے ہیں  
ان کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو  
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں  
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب  
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیے ہیں  
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو  
مشکل میں ہیں براتی پر خار بادئے ہیں  
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا  
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں  
ملکِ خن کی شاہی تم کو رضا مسلم  
جس سمت آگئے ہو سکتے بٹھا دیے ہیں

☆☆☆☆.....☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## اشاریہ

علامہ محمد طاہر تیسیم قادری

## پوپ و پادری کا قارورہ مل گیا مگر عالم اسلام میں اتحاد کا فقدان

چند روز پہلے دنیائے عیسائیت کے روحانی پیشوا پوپ بینیڈکٹ نے سال نو کی روایتی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے دنیا بھر کے ایک سو ستر ملکوں سے آئے ہوئے سفارتکاروں کی موجودگی میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانوں کے نام فرمان جاری کیا کہ ”پاکستان کے حکمران حوصلہ کریں، آگے بڑھیں اور ناموس رسالت کے قانون کو ختم کر کے آسیہ کو فوراً رہا کریں“ ساتھ ہی پاپائے اعظم نے مصر، عراق، نائیجیریا، سعودی عرب اور چین میں مذہبی آزادی خصوصاً عیسائیوں کے جان و مال کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

اسی طرح ایک اور دلخراش خبر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے انٹرنیٹ پر قرآن پاک کو جھلانے کی دعوت دینے والے امریکی پادری ڈیری جونز نے ایک بار پھر قرآن پاک کے خلاف چرچ میں مقدمہ چلانے کا اعلان کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی کتاب مقدس کا دفاع کریں نیز اس بد فطرت شخص نے اللہ کی آخری کتاب کے لئے سزائیں بھی تجویز کر دیں۔

25 جنوری 2011ء بروز منگل کے نوائے وقت میں اسی نوعیت کی ایک اندوھناک خبر چھپی کہ ”افغانستان میں امریکی فوجیوں کی قرآن پاک پر فائرنگ کی ویڈیو جاری عوام کا شدید احتجاج“ تفصیلات کے مطابق غزنی کے ایک گاؤں میں افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں نے گاؤں کے مدرسے پر چھاپہ مار کر تین افراد کو قتل اور چار کو زخمی کر دیا بعد میں قرآن پاک پر فائرنگ کرتے رہے۔

مذکورہ خبریں پڑھ کر جہاں یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی، ان کے مذہبی راہنماؤں کی تنگ نظری اور ان کی فوری سز کی سفاکیت و درندگی آشکارا ہو جاتی ہے وہیں رسول کائنات علیہ السلام کا فرمان بھی فوراً لوح ذہن پر ابھر آتا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے ایک وقت آئے گا کہ کفر، کفر کو دعوت دے گا پھر وہ سارے اکٹھے ہو کر مسلمانوں کو یوں کھائیں گے جیسے دسترخوان پر رکھے ہوئے ٹکڑے چبائے جاتے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا اس وقت مسلمان کم ہوں گے؟ فرمایا نہیں سیلاب کی طرح ہوں گے مگر اُن میں ”وصن“ پیدا ہو جائے گا صحابہ کرام نے پوچھا آقا وصن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دنیا سے محبت اور موت







## باب الحدیث

## رسول اکرم ﷺ پر ایمان نہ لانے والا جہنمی ہے

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

عن عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الى النبي ﷺ فقال يا رسول الله ادايت رجلا من النصارى متمسكا بالانجيل ورجلا من اليهود متمسكا بالتوراة يؤمن بالله ورسوله ثم لا يتبعك قال رسول الله ﷺ من سمع بي من يهودى او نصرانى ثم لم يتبعنى فهو فى النار۔

(آخرہ الدار قطنی فی الافراد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا کیا خیال ہے ایک عیسائی شخص انجیل کے دامن سے وابستہ ہے اور ایک یہودی شخص تورات کو مضبوطی سے پکڑے ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے پھر وہ آپ کی اتباع نہیں کرتا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے بارے میں سنے وہ یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ میری اتباع نہ کرے وہ جہنم میں جائے گا۔

اس حدیث شریف کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد جس شخص کو آپ کی رسالت و بعثت (کے اعلان) کا علم ہو گیا اس پر آپ کی اتباع لازم ہے اور اگر وہ آپ کی اتباع نہیں کرتا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

بنیادی بات جس کو جاننا اور ماننا لازم ہے یہ ہے کہ انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا تک اس کا پیغام پہنچانے اور ان کی اعتقادی اور اخلاقی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود کہ نبی اور رسول عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ عظمتوں اور رفعتوں کی بلندیوں کو چھونے والی شخصیات ہوتے ہیں اور وہ ہر حال میں قابل تعظیم و احترام ہوتے ہیں چاہے ان کا دور نبوت ختم ہو چکا ہو یا باقی ہو، یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان کی تقرری من جانب اللہ ہوتی ہے اور ان کے دین کی اتباع اور ان کے لائے ہوئے احکام کی بجا آوری اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک ان کا دور نبوت ہوتا ہے جب ایک نبی کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا ہے تو اب اس کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یہودی و نصاریٰ اس مغالطے کا شکار ہوئے بلکہ تعصب کی بنیاد پر انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ من شخصیات کے دامن سے وابستہ ہیں صرف وہیں بی ہیں اس لئے وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے نبی کو نہیں مانتیں گے اور نہ ہی اس نبی کی شریعت کے منسوخ ہونے کو تسلیم کریں گے۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کو ماننے سے انکار کر دیا اور یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی اور رسول کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرنے سے آنکھیں چرائیں۔ حالانکہ یہ بات ایک معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ جب ایک شخص کسی عہدے پر فائز ہوتا ہے تو اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور جب اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی اس منصب پر جلوہ گر ہوتا ہے تو اب اس کی اطاعت ضروری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور نبوت تھا آپ پر ایمان لانا اور آپ پر نازل کی گئی کتاب توراۃ پر عمل کرنا ضروری تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی اور آپ پر انجیل اتاری گئی تو آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور آپ کی کتاب پر ایمان لانا ضروری ہو گیا اور انہی احکام کی بجا آوری لازم ہو گئی جو انجیل میں بیان ہوئے۔ اور پھر جب آخری نبی سید الانبیاء امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو اب تورات انجیل، زبور بلکہ ابراہیمی اور موسوی صحائف کسی پر بھی عمل کرنا جائز نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید پر عمل ضروری ہو گیا۔

ذرا غور کیجئے اس انداز اطاعت سے نظر بھیجنے والے خالق و مالک کی طرف جاتی ہے کیونکہ تورات ہو یا انجیل، زبور ہو یا قرآن، ان سب میں احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں اور ان کتب کی اطاعت و اتباع اور ان رسل عظام کی اتباع و اطاعت درحقیقت حکم خداوندی کی تعمیل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دوسرے نبیوں کو نظر انداز کر کے کسی ایک نبی یا کتاب سے وابستہ ہونا اور وہ بھی اس صورت میں جب ان کی نبوت منسوخ ہو گئی ہو درحقیقت تعلق باللہ کی نفی ہے۔

اس لئے اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی کہ رسول اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوتیں منسوخ ہو گئیں لہذا ان انبیاء کرام اور رسل عظام پر اس اعتبار سے ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں لیکن اب ان کے دین اور کتاب پر عمل نہیں ہوگا بلکہ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ پر عمل ہوگا۔



اس حدیث میں اجاع کا ذکر کیا گیا ہے اس میں دو باتوں کا احتمال ہے اگر اجاع سے مراد ایمان ہے تو بات واضح ہے کہ اب حضور علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو پہلے یہودی تھا اور تورات پر عمل کرتا تھا یا عیسائی تھا اور انجیل پر عمل کرتا تھا اب وہ حضور علیہ السلام کی رسالت کو ماننا ہے جس طرح فرمایا ”یؤمن بالله ورسوله“ یہاں رسول سے مراد حضور علیہ السلام ہوں اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لانا ہے لیکن اس کے باوجود اب بھی تورات اور انجیل پر عمل کرتا ہے تو ایسا شخص حضور علیہ السلام کی رسالت کو ماننے کے باوجود قرآن مجید کا منکر ہونے کی وجہ سے جہنمی ہوگا۔ گویا صرف حضور علیہ السلام کا کلمہ پڑھنا ہی ضروری نہیں بلکہ آپ کے لائے ہوئے قرآن پر عمل بھی ضروری ہے۔

حتیٰ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری اجاع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا“۔ حدیث شریف میں ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، کہ ہم یہودیوں سے کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی معلوم ہوتی ہیں آپ کیا فرماتے ہیں ہم ان میں سے کچھ لکھ لیا کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم (اپنے دین اور اپنی کتاب کے بارے) حیران ہو، جس طرح یہودی و نصاریٰ حیران ہیں بے شک میں تمہارے پاس روشن اور پاک صاف دین لے کر آیا ہوں اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اجاع کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔ (مشکوٰۃ ص: ۳۰۳ باب اقسام الکتاب والنبی)

حالانکہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے اور ان کا دور گزر چکا تھا لیکن حضور علیہ السلام کے کلام کا مقصد یہ تھا کہ تم لوگوں پر اب میری اجاع لازم ہے کیونکہ اس وقت بلکہ قیامت تک میری نبوت ہوگی۔

☆☆☆.....☆☆☆

## قانونِ ناموس رسالت ﷺ (حقائق اور پروپیگنڈہ)

از قلم: انصار عباسی، کالم نگار، روزنامہ جنگ  
کہا جاتا ہے کہ ناموس رسالت کا قانون جنرل ضیاء الحق نے بنایا، یہ بھی پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ یہ قانون اقلیتوں کو نشانہ بنانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس قانون کے متعلق کئی اور شکوک و شبہات بھی پیدا کیے جا رہے ہیں۔ اس تناظر میں اس حوالے سے محترم محمد اسماعیل قریشی انہوں نے ایک طویل جدوجہد اور قانونی جنگ کے بعد اس قانون کو موجودہ شکل دینے میں اہم کردار ادا کیا، کتاب ”ناموس رسول ﷺ اور قانون توکلین رسالت“ سے کچھ اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں جو اس سلسلے میں پیدا ہونے والے شکوک کو دور کرنے میں مدد دیں گے۔

اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لئے سازشوں کا جال سارے ملک میں بچھا دیا۔ زر خرید ایجنٹوں کے ذریعہ یہاں کے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے لادینی لٹریچر بھی پھیلاتا شروع کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں ایک کمیونٹ ایم (مشتاق) راج کا ذکر ضروری ہے جس کی اشتعال انگیزی قانون توکلین رسالت اور اس کتاب کی تعریف کا باعث بنی۔ اس کی خدمات روس کی حکومت نے حاصل کی ہوئی تھیں۔

ایم راج نامی ایک کنزرویٹو ایڈووکیٹ نے ۱۹۸۳ء میں heavenly communism (آفاقی اشتائیت) ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔ میں نے کتاب پڑھنا شروع کی۔ جیسے جیسے کتاب پڑھتا گیا، میری قوت برداشت جواب دہتی چلی گئی، مجھ پر غم و غصہ کی جو کیفیت طاری ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو ”مذہبی شیطان“ کہا گیا، انبیاء کرام علیہم السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کیے گئے اور انتہائی کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔ میں نے نہایت صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورنلس کا اجلاس طلب کیا۔ سب علماء کا متفقہ فتویٰ تھا کہ شاتم رسول واجب القتل ہے، لہذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو



فوری طور پر ضبط کر لے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت کا قانون بنا کر اسے نافذ العمل کر دیا جائے تاکہ آئندہ کسی بھی بد بخت کو ہانت رسول کی جرأت نہ ہو سکے۔

پاکستان کے قومی اخبارات نے بھی اس کی تائید کی اور اس کی حمایت میں ادارے لکھے۔ بلاخر اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلامیان پاکستان کے اس مطالبہ کا نوٹس لیا اور جناب شیخ غیاث محمد سابق انارنی جنرل کی تحریک پر حکومت سے سفارش کی کہ توہین رسالت اور ارتداد کی سزا سزائے موت مقرر کی جائے۔ اس کے باوجود حکومت وقت (ضیاء حکومت) نے اس نازک مسئلہ کو تسخیر نہ کیا، لہذا راقم الحروف نے فیڈرل شریعت کورٹ میں اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور تمام صوبوں کے گورنرز کے خلاف اسلامی جمہوریت پاکستان کے آئین کی دفعہ 203 کے تحت 1984ء میں اپنے ساتھ تمام مکاتب فکر کے علماء، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے سابق جج صاحبان، سابق وزراء قانون، سابق انارنی جنرل، ایڈووکیٹ، جنرل، صدر لاہور ہائی کورٹ ہار اور دیگر بار کونسلوں کے صدر صاحبان اور نمائندہ شہریوں کو شامل کر کے شریعت پیشین نمبر L/A 1984ء دائر کی۔ مقدمہ کی سماعت کا آغاز راقم الحروف کی بحث سے شروع ہوا۔

عدالت نے عوام الناس کے نام نوٹس جاری کر دیئے۔ کمرہ عدالت اور اس کے باہر ہر روز عوام کا ہجوم اس مقدمہ کی کارروائی کی سماعت کے لئے موجود ہوتا۔ اس مقدمہ کی سماعت کے دوران عجیب و غریب واقعات پیش آئے، جن میں دو بڑے دلچسپ اور قابل ذکر ہیں۔ اس پیشین میں سابق جج لاہور ہائی کورٹ جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق بحیثیت مدعی ہمارے ساتھ شامل تھے، جبکہ حکومت کی طرف سے ان کے صاحبزادے جناب جسٹس خلیل الرحمن مدے، جو اس وقت جسٹس مدے ایڈووکیٹ جنرل تھے پیش ہوئے۔ میں نے عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ اس تاریخی مقدمہ میں باپ بیٹا ایک دوسرے کے مقابل ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ لائق بیٹے نے شریعت پیشین کی مکمل طور پر حمایت کی اور تمام صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرلز نے بھی اس پیشین کی تائید میں دلائل پیش کئے اور عدالت سے درخواست کی کہ اس درخواست شریعت کو منظور کر لیا جائے۔ ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ڈپٹی انارنی جنرل نے، جو حکومت پاکستان کی جانب سے پیش ہوئے، ہمارے اس موقف سے اتفاق کیا کہ شاتم رسول ﷺ واجب القتل ہے۔ لیکن یہ قانونی اعتراض اٹھایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کو اس کی سماعت کا اختیار نہیں۔ بہر حال فریقین کے دلائل کی سماعت کے بعد وفاقی شرعی عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا۔ اسی اثناء میں ایک اور

عظیم واقعہ رونما ہوا۔ جولائی 1984ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ، جن کے شوہر ایک بڑے مندرکار اور سرمایہ دار قادیانی ہیں، انہوں نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے مسلم انسانیت حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں کچھ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جو سامعین اور امت مسلمہ کی دل آزاری کا باعث تھے، جس پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ جب یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم چیورسٹس نے اپنے خصوصی اجلاس میں پاکستان کے تمام سربراہان اور علماء کی جانب سے اس کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر شاتم رسول کے بارے میں سزائے موت کا قانون منظور کرے اور فیڈرل شریعت کورٹ سے بھی درخواست کی گئی کہ وہ شریعت پیشین پر اپنا فیصلہ صادر کرے اسلامی جذبے سے سرشار خاتون مرحومہ آپا ثار فاطمہ نے اس قابل اعتراض تقریر کا قومی اسمبلی میں سختی سے نوٹس لیا اور راقم الحروف کے مشورے سے قومی اسمبلی میں تعزیرات پاکستان میں ایک مزید دفعہ 295.c کا بل پیش کیا، جس کی رو سے شاتم رسول کی سزا، سزائے موت تجویز کی گئی۔ مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے پیش نظر کسی کو اس کی مخالفت کی جرأت نہ ہو سکی، البتہ وزیر قانون اقبال احمد خان کی طرف سے اس بل میں ترمیم کر دی گئی کہ شاتم رسول کی سزا، سزائے موت یا عمر قید ہوگی۔ اس طرح دفعہ 295.c کو راقم نے مسلم ماہرین قانون کی تنظیم کی جانب سے اس بناء پر چیلنج کر دیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر رہے۔ اور حد کی سزا میں کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت یکم اپریل 1987ء کو شروع ہوئی، جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی معاونت کی دعوت دی گئی۔

علماء کرام کے علاوہ حکومت پنجاب کی جانب سے جناب خلیل الرحمن مدے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، جو اب سپریم کورٹ کے آئین جج ہیں۔ حکومت سرحد کی جانب سے جناب جسٹس محمد اہمل میاں، جو اس وقت سپریم کورٹ کے فاضل جج ہیں، سندھ اور بلوچستان کی طرف سے وہاں کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل صاحبان نے بھی ہمارے موقف کی مکمل تائید اور حمایت کی۔ ملک کے ممتاز اسکالر مولانا سید محمد متین ہاشمی اور جناب ریاض الحسن نوری مشیر وفاقی شرعی عدالت نے عمر قید کی سزا کے اسلامی احکام سے منافی ہونے کے بارے میں مؤثر دلائل پیش کئے۔ سندھ کی حکومت نے بھی شاتم رسول کی سزا، سزائے موت کو تسلیم کیا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا مؤقف تھا کہ سزا



کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے فی الفور قتل کیا جائے۔

بالا غرہ ساعت سعد بھی آگئی جب فیڈرل شریعت کورٹ نے مختلف طور پر اس گدائے فہم عرب و عجم کی پیشین منظر کرتے ہوئے توہین رسالت کی متبادل سزا عمر قید کو غیر اسلامی اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمر قید کی سزا کو دفعہ 295.c سے حذف کیا جائے، جس کے لئے حکومت کو 30 مارچ 1991ء تک مہلت دی گئی۔ اس فیصلہ کے بعد پھر ایک عجیب مرحلہ پیش آیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت نے جو کہ نفاذ اسلام اور قرآن و سنت کے قانون کی بالادستی کا منشور لے کر برسرِ اقتدار آئی تھی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ جس پر راقم نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو پیغام بھجوایا کہ حکومت اس اپیل کو فوری طور پر واپس لے ورنہ اس انتہائی حساس مسئلہ پر مسلمانوں کے جذبات اس حکومت کے خلاف مشتعل ہو جائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے توجہ مبذول کرانے پر فوری اور بروقت نوٹس لیا اور برسرِ عام اعلان کیا کہ اس اپیل کا انہیں قطعی علم نہ تھا ورنہ ایسی غلطی کبھی سرزد نہیں ہو سکتی تھی، اگر اس جرم کی سزا، سزائے موت سے بھی سنگین تر ہوتی تو ہم اسے بہر صورت نافذ کرتے، چنانچہ ان کے حکم سے توہین رسالت کی سزائے موت کے خلاف سپریم کورٹ سے یہ اپیل واپس لے لی گئی جو بوجہ دستبرداری خارج ہو گئی، جس کے بعد یہ قانون مکمل طور پر سارے ملک میں نافذ ہو گیا۔ اس طرح نہ صرف عاجز، مرحومہ آغا ثار فاطمہ اور مولانا سید محمد متین ہاشمی مرحوم کی بلکہ پوری امت مسلمہ کی دلی آرزو پوری ہوئی۔ اس فیصلہ کی بدولت حضور رسالت مآب ﷺ کی ایک ایسی سلت نازہ ہوئی جس پر تمام مسلمانوں کے ایمان کا دار و مدار ہے۔ جس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ کے فاضل چیف جسٹس جناب گل محمد خان مرحوم اور ان کے تمام رفقاء جج حضرات بھی پوری امت مسلمہ کی جانب سے مستحقِ مبارکباد ہیں۔

اسلامی قانون تعزیر میں کسی جرم کی جتنی سنگین سزا مقرر ہے، اسی قدر کڑی شرائط بھی اس کے ثبوت کے لئے درکار ہیں، چنانچہ حد کی سزا میں شہادت کا معیار عام شہادت کے معیار سے بہت زیادہ سخت اور غیر معمولی ہے۔ حدود کی سزا کے لئے ایسے گواہوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے ہوں۔ حد کی سزا کا ایک بنیادی رکن ملزم کی ”نیت“ ارادہ اور ”قصد“ ہے۔ ایسی تحریر یا تقریر جو انبیاء کرام علیہم السلام یا نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی

نیت سے قصد اور تو اسے قابلِ مواخذہ جرم قرار دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ ”شک“ کا فائدہ بھی اسلامی قانون کی رو سے ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس کا ماخذ بھی وہ حد ہے جس میں حکم دیا گیا ہے: احدى الحدود بالشبهة۔ (حدود کی سزائوں کو شبہات کی بنا پر ملزم کو پہنچا جائے۔) سال 1991ء سے اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد سے آج تک کسی شخص کو پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ نے قانون توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت نہیں دی۔ اصل مقصد یہ ہے کہ قانون توہین رسالت ان تمام لوگوں کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت ہے جن کے خلاف فرد جرم ثابت نہ ہو، ورنہ سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد 1860ء میں جب برطانوی حکومت نے ہندوستان میں قانون توہین رسالت کو منسوخ کیا تو اس کے بعد مسلمان سرفروشنوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور گستاخان رسول کو چن چن کر قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچاتے رہے۔ قانون توہین رسالت کے پاکستان میں نافذ ہو جانے کے بعد اب اس کی سزا کا معاملہ افراد کے ہاتھوں کی بجائے عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آ گیا، جو تمام حقائق اور شہادتوں کا بغور جائزہ لے کر جرم ثابت ہونے کے بعد ہی کسی ملزم کو مستوجبِ سزا قرار دے گی۔

مسیحی برادری کو تو قانون توہین رسالت کا خوش دلی سے خیر مقدم کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس قانون کی رو سے جناب مسیح علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان سب ہی اپنا پیغمبر برحق مانتے ہیں ان کی شان میں گستاخی اور اہانت قابلِ تعزیر جرم بن گیا ہے اور ان کی اہانت اور توہین کی وہی سزا مقرر ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جناب میں گستاخی کی سزا ہے۔ مسلمان ان تمام پیغمبروں کا اسی طرح احترام کرتے ہیں جیسا کہ یہودی اور عیسائی اپنے پیغمبروں کا احترام کرتے ہیں، اس لئے وہ ان کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

### (نصیحت آموز باتیں)

- ☆ جس نے راستے سے ایک تکلیف دہ چیز ہٹائی اس کے لئے ایک نیکی لکھی گئی۔
- ☆ علم جنت کے راستوں کا نشان ہے۔ ☆ برداشت انسانیت کی جان ہے۔
- ☆ ماں کا پیار صرف اور صرف ایک بار ملتا ہے۔ ☆ دوستی ایک خود پیدا کر رشتہ ہے۔
- ☆ انسان کی پہچان اچھے دوست سے ہوتی ہے۔ ☆ اگر تمہیں کسی کی کمزوری کا علم ہو تو دوسروں کو مت بتاؤ کیونکہ خدا پر وہ پوشی پسند کرتا ہے۔ (عمر اسلمہ: محمد عمیر، مہجرات)



## جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت

پہلے اس موضوع پر اختلاف تھا، لہذا اس مسئلہ کی ایک ایسی کتاب لکھی گئی ہے جو اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو واضح کرتی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے احادیث اور روایات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے بقول: "میلاد النبی کی شرعی حیثیت اس لیے اہم ہے کہ اس سے انسان کی نفسی حالت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے اس کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا ضروری ہے۔" (مقالہ کاغذی ۸۵/۱)

اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے اس کتاب کے مصنف نے احادیث اور روایات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے بقول: "میلاد النبی کی شرعی حیثیت اس لیے اہم ہے کہ اس سے انسان کی نفسی حالت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے اس کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا ضروری ہے۔" (مقالہ کاغذی ۸۵/۱)

میلاد النبی کی شرعی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے اس کتاب کے مصنف نے احادیث اور روایات کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے بقول: "میلاد النبی کی شرعی حیثیت اس لیے اہم ہے کہ اس سے انسان کی نفسی حالت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے اس کی شرعی حیثیت کو واضح کرنا ضروری ہے۔" (مقالہ کاغذی ۸۵/۱)

یَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَشَفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٨﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا ۖ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (سورہ یونس آیت ۵۸: ۵۹)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے صحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے، غرض کہ اس کی رحمت سے، تو اس پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں وہ بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ مذکورہ آیات کے تحت فرماتے ہیں "ظاہر ہے اور تشریف آوری پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت

و نعمت حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں ان سب چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ نعمتیں ہیں جو لوگوں کی ہر نعمت و دولت سے بہتر ہیں لہذا حضور علیہ السلام کی ذات مقدسہ کے ظہور پر جتنی بھی خوشی منائی جائے، کم ہے۔ اسے ناجائز قرار دینا انہی لوگوں کا کام ہے جو ظہور ذات محمدی سے خوش نہیں ہیں۔ (مقالہ کاغذی ۸۵/۱)

وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

حصول نعمت پر اظہار مسرت حکم الہی ہے، سرور عالم ﷺ کی ولادت نعمت عظمیٰ ہے اس پر جتنی خوشی کی جائے کم ہے۔ (ضیاء القرآن ۳۰۶/۲)

دیوبندی عالم مولوی اشرف علی تھانوی اسی آیت کے تحت بیان کرتے ہیں:

اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سباق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی مراد لئے جائیں کہ قرآن مجید بھی اسلام کا ایک فرد ہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور علیہ السلام کا قدم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے مطابق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی اور ان میں قرآن بھی ہے سب اس میں داخل ہو جائیں گے اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا وجود باوجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور اصل ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجماع التفسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بناء پر حاصل اس آیت کا یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے وجود باوجود پر خواہ وجود دوری ہو یا حالت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ حضور علیہ السلام ہمارے لئے تمام نعمتوں کا واسطہ ہیں (دوسری تمام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور بڑی دولت ایمان ہے جس کا حضور علیہ السلام سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے، غرض اصل الاصول تمام کی مراد فضل و رحمت کی حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات ہوئی پس اسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرحت ہو کم ہے۔ (خطبات میلاد کاغذی - از مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۳۰-۱۳۱)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا اخَذَ اللَّهُ مِنَّا مِثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا أَيْتَهُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ۖ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا ۖ أَأَقْرَرْنَا قَالُوا فَاشْهَدُوا ۚ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (سورہ آل عمران آیت ۸۱)

(سورہ آل عمران آیت: ۸۱)



ترجمہ اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے جنہیں اس کی جو میں  
دون تم کو کتاب و حکمت سے۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنیوالا  
ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں اور تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور  
مدد کرنا اس کی (اس کے بعد فرمایا) کیا تم نے اقرار کیا اور اٹھا لیا تم نے میرا بھاری ذمہ؟ سب  
نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں  
میں سے ہوں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور  
آمد کا ذکر عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں فرمایا۔ لہذا آپ کی آمد  
کا چرچا کائنات الہیہ ہے۔ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:  
جب آپ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے قریب تھی میں نے دیکھا خانہ کعبہ نور سے منور  
ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ  
پر گرنے پڑیں۔ (امام محمد بن مہد باقی درقانی۔ درقانی علی المواب ۱۱۶۱)

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میلاد النبی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں:  
پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین  
میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جہنم سے بھی  
دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔  
(محمد بن یحییٰ علی، انوار محمدیہ ص: ۳۳)

ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے انوار و تجلیات کی بارش فرمائی  
اور جہنم سے نصب فرمائے، اب اگر اہل ایمان و محبت اظہار مسرت کے طور پر چراغاں کریں  
یا جہنمیاں لگا لگیں تو اس پر اعتراض کیوں ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ولادت  
باسعادت کا یوں تذکرہ فرمایا:

انا دعوة ابی ابراهیم و بشری عیسیٰ بن مریم و ذات امی انہ خرج منها نور  
اضاءت له قصور الشام۔ (دلائل النبوة ۸۴)

ترجمہ: میں اپنے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ بن مریم کی بشارت ہوں میری  
والدہ نے پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا، جس سے محلات و شام روشن  
ہو گئے۔

یوم میلاد النبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کا آغاز حضور علیہ السلام نے کیا ہے۔  
آپ علیہ السلام ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے اس  
روزے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

فيه ولدت وفيه انزل علي۔ (مسند امام احمد بن حنبل ۲۹۹۵)

ترجمہ: اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

امام ترمذی باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ کے تحت حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے  
روایت نقل کرتے ہیں:

ولدت انا و رسول الله ﷺ عام الفيل۔ (ترمذی شریف)

ترجمہ: میری اور حضور علیہ السلام کی ولادت عام الفیل کو ہوئی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور کی ولادت کا یوں ذکر کرتے ہیں:

واحسن منك لم ترقط عيني واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبدا من كل عيب كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ: آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا، آپ سے زیادہ خوبصورت

عورتوں نے نہیں جتا، آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے، گویا آپ کو آپ ﷺ کی مرضی

کے مطابق پیدا کیا گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک سے واپسی پر بارگاہ رسالت میں یوں عرض  
کرتے ہیں۔

جب آپ پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے ہیں ہم اسی نور و ضیاء میں رشد

و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں۔ (سیرت حلبیہ ص: ۹۳)

صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا تذکرہ کرتے اور خوشی مناتے تھے  
بلاد اسلام میں جشن میلاد النبی ﷺ منانے کا صدیوں سے امت مسلمہ میں معمول چلا آ رہا ہے اور علماء  
و محدثین، اکابرین امت اس کو باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں اور جس عمل کو اہل ایمان اچھا سمجھیں وہ  
اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث  
ہے:

ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ (مرقۃ المفاتیح: از ملا علی قاری)



بھی جشن میلاد النبی ﷺ کے مستحسن ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حدیث ابن جوزی امت مسلمہ کے اس مبارک معمول کو اپنی کتاب "المیلاد النبوی" میں یوں بیان کرتے ہیں:

العلیٰ مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور علیہ السلام کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آ رہے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اہتمام آپ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعہ اجر عظیم اور روحانی کامیابی پاتے ہیں ان کے الفاظ ہیں:

وینالون ہذا اللہ اجر اجزیلا وفوزا عظیماب۔ (المیلاد النبوی: ص: ۵۸)

شیخ قطب الدین خفنی نے اپنی کتاب "الاعلام بالاعلام بہت اللہ الاحرام" میں بارہویج الاول کے موقع پر مکتہ المکرمۃ میں عظیم الشان جلوس نکلتے کا تذکرہ کیا ہے۔ جس میں اہل مکہ نہایت اہتمام کے ساتھ شمع فروزاں کئے ہوئے اور فانوس جلائے ہوئے مولد النبی ﷺ بنی ہاشم کی طرف روانہ ہوتے تھے اور درود و سلام کی کثرت کرتے تھے۔ (الاعلام بالاعلام بہت اللہ الاحرام ص: ۱۹۶)

حاجی امداد اللہ مہاجر کی جن کو علماء دیوبند بھی اپنا شیخ مانتے ہیں شام امدادیہ میں بیان کرتے ہیں:

مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے کیں نہ چاہئیں۔

(شام امدادیہ ص: ۱۰۷)

حضرت حاجی صاحب اپنا معمول یوں بیان کرتے ہیں:

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (شام امدادیہ ص: ۸۷)

## میلاد النبی ﷺ منانے کا انعام

بخاری شریف میں آتا ہے: "ابولہب کے مرنے کے بعد اہل خانہ میں سے بعض نے اسے

نہی حالت میں دیکھ کر اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یہاں میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں کبھی اس سے راحت نہیں ہوتی ہاں تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہوں اس لئے کہ میں نے ثویبہ کو

آزاد کر دیا تھا۔ (بخاری شریف: ۶۱۲۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عذاب میں تخفیف کی وجہ یہ تھی کہ اس نے پیر کے دن حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لوطی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب پیر کا دن آتا تو اللہ تعالیٰ اس خوشی کے صلے میں اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیتا۔

(فتح الباری شرح بخاری از امام ابن حجر عسقلانی: ۱۲۵۹)

امام القراء الحافظ شمس الدین ابن جزری لکھتے ہیں:

جب وہ دشمن خدا ابولہب جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی حضور علیہ السلام کے میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ کا عاشق ہے میلاد النبی کی خوشی سے کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم میرے نزدیک اللہ کریم ایسے مسلمان کو محبوب ﷺ کی خوشی میں جنت النہیم عطا فرمائے گا۔ (بخاری شریف: ۲۲۸)

علی بن ابی طالب (صلی اللہ علیہ وسلم) ان الفاظ سے درود شریف پڑھنے کی تعلیم حضور نے دی ہے؟ یا صحابہ کرام نے ان الفاظ سے درود پڑھا ہے۔ حدیث سے ثابت کریں؟

ج: تشہد کے اندر صیغہ ندا کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی تعلیم حضور علیہ السلام نے دی ہے۔

(السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) تو نماز کے باہر بھی صیغہ ندا کے ساتھ درود و سلام بھیجنا جائز ہے۔ دوسری بات یہ ہے نماز سے خارج بھیجنا اسی کیفیت کے ساتھ سلام بھیجنا ضروری

نہیں بلکہ دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی سلام بھیجا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن قیم المتوفی (۷۵۱ھ ہجری) جلاء الافہام میں لکھتے ہیں کہ محدثین کرام نے نماز سے باہر بھیجنا انہی الفاظ (السلام علیک ایہا

النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) سے سلام بھیجنا مقید نہیں کیا بلکہ (السلام علیکم، السلام علی رسول اللہ، السلام علیک یارسول اللہ) اور اس کی مثل الفاظ کے ساتھ سلام بھیجنا بھی سلام

میں داخل ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ (السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک یارسول اللہ) کہہ کر نماز کے باہر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے اور (الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ)

درود اور سلام کو ملا کر صیغہ ندا کے ساتھ سلام بھیجنے میں کون سی چیز مانع ہے۔ بلکہ یہ قرآن حکیم کے حکم (صلووا علیہ وسلموا تسلیما) (اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو) کے متن

مطابق ہے۔

اب یہ سوال کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تشہد کے اندر وہ درود پڑھا جائے گا اس کی تائید امام احمد کی روایت کرتی ہے کہ



حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا گیا:

فكيف نصلي عليك اذا نحن صلينا في صلواتنا۔

ترجمہ: ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ جب کہ ہم اپنی نماز میں درود پڑھیں تو حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله۔

یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درود و سلام پڑھنے کے بارے میں اگرچہ متعدد محدثین و فقہاء کے اقوال

پیش کیے جاسکتے ہیں مگر اختصار کے پیش نظر برصغیر کے عظیم محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حوالہ پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اور اذقیہ صلی ۳۳۳۳ میں درود شریف بصیغہ (الصلوة والسلام عليك يا رسول الله)

موجود ہے اور اس میں ۷ امر ہے ”یا“ صرف خدا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام وارد ہے اسی اور اذقیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ”اعتناء فی سلاسل اولیاء اللہ“ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: جب سلام پھیرے اور اذقیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے

حبر کلام سے متبع ہوا ہے۔ (اعتناء فی سلاسل اولیاء اللہ ص: ۱۲۳، ۱۲۵)

من بصرہ رسالت (یا رسول اللہ) کیا یہ نعرہ حضور علیہ السلام نے تعلیم فرمایا یا خلفاء راشدین کے دور میں لگایا گیا؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے دین (معاذ اللہ) نامکمل تھا۔

جواب: حضور علیہ السلام نے ایک نایب کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے:

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے طرف توجہ کرتا ہوں بوسیہ تیرے نبی محمد ﷺ

کے کہ نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس

حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو الٰہی ان (ﷺ) کی شفاعت میرے حق

میں قبول فرما۔ (ترمذی شریف ص: ۱۹۷۲..... ابن ماجہ شریف ص: ۲۳۷۱)

**صحابہ کرام کا عمل**

صحابہ کرام مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استفسار کرتے تھے۔ امام بخاری

کتاب الادب المفرد امام ابن اسنی سے روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا ان کو یاد کیجئے جو آپ کو

سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آواز بلند یا معبود اکہا پاؤں کل گیا۔

(کتاب الادب المفرد ص: ۲۵۰)

امام نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ کے پاس کسی کا پاؤں سو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس کو یاد کر جو تجھے

سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمد اکہا، اچھا ہو گیا۔ (کتاب الاذکار ص: ۱۳۵)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ۱۸ ہجری میں قحط کے وقت یا محمد اکہا آواز بلند کیا۔

(تاریخ الکامل ابن اثیر ص: ۵۵۶)

اور یہ عمل دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے بلکہ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح الشفا فرماتے ہیں:

هذا مما تعاهده اهل المدينة - نسیم الریاض ص: ۳۵۵

ترجمہ: اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمد اکہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

من اجتماعي شکل میں قیام کر کے درود و سلام پڑھنا کیا صحابہ کرام سے ثابت ہے؟

ج: اجتماعي شکل میں قیام کر کے درود شریف پڑھنا قرآن مجید کی آیت درود کے اطلاق سے

ثابت ہے چونکہ ارشاد خداوندی ”صلوا علیہ وسلموا تسلیما“ مطلق ہے لہذا ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ

و سلام کے شایان شان ہے آیت کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہوگا۔ اور قیام میں تعظیم

رسول کا اظہار ہے اور یہ عین مقتضائے قرآن ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وتعزروا وتوقروا - (سورة الفتح: ۹)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ جن کے علم و فضل کے غیر بھی معترف ہیں اور ان کو مجتہد اور اپنا پیشوا

تسلیم کرتے ہیں ان کے بارے میں علامہ اسماعیل حقانی اپنی تفسیر روح البیان میں نقل کرتے ہیں کہ

آپ کی خدمت میں علماء کا مجمع تھا تو ایک نعت خواں نے نعت شریف کے دو شعر پڑھے:

فحدث ذلك قام الامام السبكي وجميع من بالمجلس فحصل انس عظيم

بذلك المجلس ويكفي ذلك في الاقتداء - (تفسير روح البیان ص: ۵۶۶)

ترجمہ: تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت لطف آیا



اور وہی کے لئے اس قدر کافی ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر کی جن کو علماء دیوبند بھی اپنا شیخ مانتے ہیں ان کے قیام کا ذکر سوال نمبر ۱ کے جواب میں گزر چکا ہے۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی میلاد النبی ﷺ کے موقع پر حالت قیام میں درود و سلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور اس عمل کو انہوں نے اپنی دعائیں سب سے زیادہ مقبول عمل قرار دیا ہے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا ہے کہ اے اللہ! اگر کوئی عمل حیرت انگیز سے تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہے تو یہی ہے کہ میں مولود شریف کے موقع پر قیام کرتا ہوں اور درود و سلام عرض کرتا ہوں، ان کی دعا اخبار الاخبار کے آخر میں درج ہے۔ (المہار لا یخسر، ۳۳۱، ۳۳۲)

س: اردو اشعار مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ کو درود کہنا درست ہے؟

ج: مصطفیٰ جانِ رحمت یقیناً حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام ہی پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے سلام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس سلام میں خاص درود کے اشعار بھی ہیں۔ اور جن الفاظ سے درود کا مفہوم ادا ہو جائے، درود ہی ہے۔

س: کیا کسی اور اسلامی ملک میں ایسا درود پڑھا جاتا ہے؟

ج: برصغیر کے علاوہ بھی جہاں جہاں اردو بولنے والے افراد موجود ہیں وہاں یہ سلام پڑھا جاتا ہے۔

س: کیا احمد رضا خان کے اشعار کو بھی درود کہا جاسکتا ہے یا اس کے علاوہ ہر نعت کو درود کہہ سکتے ہیں؟

ج: جس کلام میں درود و سلام کا ذکر ہوگا وہ درود و سلام ہی کہلائے گا اور جو کلام صرف حضور علیہ السلام کی مدح پر مشتمل ہوگا تو وہ نعت کہلائے گا ہاں اگر نعتیہ کلام ایسا ہے جس میں درود و سلام کا بھی ذکر ہے تو وہ نعت ہے اور درود بھی۔

س: صحابہ کرام سے لے کر احمد رضا تک کون سا درود پڑھا جاتا تھا؟

ج: صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک درود ابراہیمی کے علاوہ بھی عاشقان رسول مختلف مینوں اور مختلف طریقوں سے اپنے اپنے انداز میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کرتے رہے۔ اکابرین امت کی کتب میں بیسیوں نہیں سینکڑوں طریقے درج ہیں۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

## غزالی زماں علیہ الرحمہ اور عشق رسول ﷺ

از قلم: علامہ محمد شفیع شاہ صاحب قسوری، معلم جامعہ نظامیہ لاہور

محبت کے حوالے سے ہی کسی کو جانا جاتا ہے، دل میں بٹھایا جاتا ہے، اس کی عادات اور اس کے خصال کو محبت ہی کی کسوٹی سے جانچا جاتا ہے اور پھر اس سے انس بڑھتا ہے، پیار کی لگن ابھرتی ہے، دل میں ایک مقام پیدا ہوتا ہے، آہستہ آہستہ انسان اسی کا ہونا شروع ہو جاتا ہے، اسی کی یاد اسی کا ذکر، اسی کی باتیں، اسی کی حکایتیں، اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ پھر اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر ساعت گھڑی، ہر لمحہ اسی کا تصور، کھانا، پینا بھی اسی کی وابستگی کے لیے، زندگی اسی کی نذر۔ آہ ایہ تو دنیا والوں کی محبت کا عالم ہوتا ہے، پھر دین والوں کی محبت کا کیا عالم ہوگا، جس کی حبیب کردگار سے محبت ہوگی، پیار ہوگا، لوگی ہوگی، عشق کی منزلیں طے کی ہوں گی بس ان کے عشق کی تصویر کشی تصور اور گمان سے باہر ہے وہ عشق و محبت مصطفیٰ ﷺ میں اتنے مگن ہوتے ہیں کہ اپنا سب کچھ بھول جاتے ہیں وہ اپنا تعارف ذات پات کے حوالے سے نہیں کراتے بلکہ وجدانی کیفیت میں بقول حضرت جامی علیہ الرحمۃ۔

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اسلاف میں عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی قطاریں نظر آتی ہیں ان کے محبت بھرے واقعات کی روشنی میں اگر فی زمانہ اسلاف کی مثال آئینہ نظر ہوتی ہے تو حضرت شیخ الاسلام الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ، فقیہ اعظم الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ نقوی علیہ الرحمۃ کے ہم عصر ہم مسلک، ہم مشرب غزالی زماں راوی دوران علامہ الحاج سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات دکھائی دیتی ہے یہ شخصیتیں جب یکجا جمع ہوتیں تو اسلاف پیکر دکھائی دیتیں دل میں خیال پیدا ہوتا کہ یہ ہماری اور اس زمانہ کی خوش بختی کہ اسلاف کی زندہ مثالیں ہمارے دور میں جلوہ افروز ہوئیں اور ہمیں بھی عشق رسول کریم ﷺ کی چاشنی سے نوازا۔

اس وقت میرے پیش نظر غزالی زماں علیہ الرحمۃ سے متعلق چند کلمات کو صرف قرطاس لانا ہے اس لئے حضرت شیخ الاسلام اور فقیہ اعظم علیہما الرحمۃ سے غزالی زماں علیہ الرحمۃ سے تعلق و ربط کی



داستانیں پھر کبھی پیر قلم کی جاسیں گی۔

حضرت غزالی زماں عشق مصطفیٰ ﷺ کی منہ بولتی تصویر تھے عشق رسول اکرم کو اگر اس زمانہ میں کسی نے مجسم دیکھنے کی خواہش کی تو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ غزالی زماں کو جس نے دیکھا اس نے عشق رسول کریم کو مجسم دیکھا ایک مرتبہ جامع مسجد ظفریہ مرید کے ضلع شیخوپورہ میں آپ ظہر کی نماز ادا فرمانے لگے، جائے نماز لایا گیا دو عقیدت مندوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے نماز کے بعد قیام فرمایا اور نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ تعدیل ارکان کی رعایت فرماتے ہوئے نماز مکمل فرمائی اور پھر اسی طرح خادم دونوں طرف سہارے کے لیے بڑھے میں حیران تھا کہ علالت کے باعث تقاہت کا یہ عالم کہ چلنا دشوار مگر عبادت الہی میں یہ سکون کا عالم کہ جو ان بھی اس حسن و خوبی سے نماز ادا نہ کر سکے پھر جائے نماز کے بارے اپنے میزبان الحاج پیر بہاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: "اتنی عالی شان اور خوبصورت مسجد اور جائے نماز کی یہ کیفیت ا" خیال رہے کہ جائے نماز نہایت عمدہ اور مدینہ طیبہ سے پیر صاحب لائے تھے مگر استعمال کے باعث قدرے میل ہو چکا تھا مگر غزالی زماں نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ مدینہ طیبہ سے آئے ہوئے جائے نماز پر میل کا طعنہ آئے پیر صاحب نے فوری طور پر نہایت اعلیٰ کشادہ اور بالکل نیا غیر مستعمل مدینہ طیبہ سے ہی لایا ہوا جائے نماز مسجد کی زینت بنا دیا۔

غزالی زماں نے دو گھنٹے یہاں قیام فرمایا راقم السطور سے فرمایا "آپ کہاں؟" عرض کیا حضور جامع مسجد ظفریہ کی خدمت (خطابت) پر قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ کے ارشاد پر مامور ہوں اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تدریس کی سعادت نصیب ہے یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے پیر صاحب نے عرض کیا حضور کوئی وظیفہ مرحمت فرمائیں تو آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد فرمودہ درود شریف۔

"صلی اللہ علی النبی الامی ﷺ صلواتہ وسلامہ علیک یا رسول اللہ قلت

حیلتی انت وسیلتی ادرکنی یا سیدی یا رسول اللہ"

پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ کے بارے پیر صاحب سے خاصی گفتگو فرمائی کیونکہ پیر بہاء الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے حضرت مدنی علیہ الرحمۃ سے خاصے گہرے مراسم تھے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے خسر حضرت شیخ الفضلیہ مولانا فضل الرحمن صاحب مدنی علیہما الرحمۃ اسی وجہ سے پیر صاحب کے ہاں

اکثر آتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ بندہ حج و زیارت کے سلسلہ میں مدینہ طیبہ حاضر تھا قطب مدینہ کی محفل اقدس میں علماء اہل سنت کے بارے گفتگو شروع ہوئی اسی اثناء میں غزالی زماں کی بات چل نکلی حضرت نے فرمایا: غزالی زماں ایک عظیم المرتبت شخصیت ہیں اور ان کی قدر و منزلت اس وقت دو چند ہوگئی جب میں نے سنا کہ محدث اعظم پاکستان اور ان کے درمیان کسی ایک معرکہ الاراء مسئلہ سے خاصا کچھ اُچھا پیدا ہو چکا ہے اور ہر دو حضرات کے عقیدت مندوں اور تلامذہ میں ایک جیجانی کیفیت پیدا ہو رہی ہیں یہ علماء میں نزاع کا خطرہ بڑھ رہا تھا تو اس افتراق و انتشار کو احسن طریقہ سے ختم کرنے کے لیے غزالی زماں نے ذاتیات سے بلند تر راہ اختیار فرماتے ہوئے فیصل آباد کا سفر کیا اور حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے ہاں پہنچے غزالی زماں کا یہاں پہنچنا ان کی بلندی کی عظیم الشان نظیر ہے "قطب مدینہ نے فرمایا: "اس دن سے غزالی زماں کی میرے دل میں عظمت و برتری نقش ہوگئی۔

بات عشق رسول کی ہو رہی تھی اسی سلسلہ میں مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ ہاشمی بانی جامعہ فریدیہ ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں مدینہ منورہ حاضر تھا شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی معیت میں مدینہ منورہ کی فروٹ مارکیٹ میں سے گزر رہا غزالی زماں علالت کے باوجود ایک ایک دکان پر جاتے کچھ خریدتے کسی پھل کا بھاد پوچھتے۔ میں نے عرض کیا حضرت! کبھی پاکستان کی کسی فروٹ منڈی میں بھی اتنی دلچسپی لی فرمایا ہرگز نہیں۔ حضرت نے ایصال ثواب کے لئے مختلف قسم کے پھل خریدے کہ دربار رسالت ﷺ میں نذرانہ پیش کریں اور اسی موقع پر ایک صحابی کا واقعہ سنایا جسے غالباً "اسد الغابہ" میں نقل کیا گیا ہے فرمایا: ایک صحابی روزانہ فروٹ منڈی میں پہنچتے، نہایت عمدہ اور اچھے پھل خرید کر دربار رسالت میں پیش کر دیا کرتے اور بہت خوش ہوتے کہ سرکار دو عالم ﷺ پسند فرماتے ہیں۔ جب کوئی دکاندار ملے گا تو یہ صحابی فرمایا کرتے بھائی! جنہوں نے پھل منگوائے ان سے پیسے لو ہم تو صرف لے جانے والے ہیں حضور سید عالم ﷺ مسکرا کر دکان دار کو ادائیگی فرمادیتے۔"

ظاہر ہے کہ اس صحابی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مدینہ پاک کی فروٹ منڈی میں غزالی زماں حضور ﷺ کی خوشنودی اور تہنیم مبارک کے حصول کے لیے عمدہ اور اعلیٰ پھل خریدنے جاتے ہیں اور عملاً ارشاد فرماتے ہیں۔ ع کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں۔



فروغ مندی کی بات جلی تویہ بھی ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں استاذی المکرم حضرت مولانا ابو الشیامہ محمد باقر خیابان النوری علیہ الرحمہ سابق صدر المدرسین دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پوری ضلع اوکاڑہ فرماتے ہیں کہ حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ رحمہ اللہ تفسیری محدث بصیر پوری علیہ الرحمہ طالت کے باعث نشر میڈیکل ہسپتال ملتان میں داخل ہوئے غزائی زماں کو قلم ہوا تو آپ نے اپنے طالبہ میں سے چند کو ساتھ لیا تقریباً ڈیڑھ من کے قریب مختلف قسم کے بہت عمدہ پھل خریدے اور فقیہ اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کی اچانک تشریف آوری پر بے حد شکر یہ ادا کیا اور گویا ہوئے حضرت یہ تکلیف؟ آپ نے فرمایا ”آپ ملتان شریف میں میرے مہمان ہیں کاش کہ میرے گھر ہسپتال ہوتا آپ کی خدمت از خود انجام دیتا آپ رسول اللہ کریم ﷺ کے دین کی خدمت انجام کر رہے ہیں۔ حضور سے آپ کی محبت، مسلک سے آپ کا لگاؤ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم آپ کی خاطر مدارات کے لیے جو کچھ بھی بن پڑے کریں کاش! کہ میں از خود طویل نہ ہوتا تو دل بھر کر حسرت نکالتا“ اس طرح آپ نے فقیہ اعظم کی عبادت کے وقت انتہائی انکساری اور تواضع کا اظہار فرمایا ہے! (ولی راوی می شناسد) اور جب فقیہ اعظم علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو جنازہ کی امامت آپ نے فرمائی بعد از نماز جنازہ دو رکعت نفل ادا فرمائے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا: شکرانہ کے نفل ہیں کہ مجھے ایک عظیم عاشق رسول کے جنازہ پڑھنے پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (اسی پر گزشتہ شمارہ میں تفصیلی مضمون آچکا ہے)

لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کی یہ داستاں

حاجی غلام حسین صاحب مدنی مرحوم مالک پاکستانی ہوٹل مدینہ منورہ مدفون جنت البقیع کے حوالہ سے حضرت مولانا محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ (احمد پور شرقیہ) بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ منورہ میں مجھے حاجی غلام حسین مرحوم نے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ علاؤ الدین البکری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد محترم حضرت شیخ محمد علی حسین مدنی قدس سرہ کے ہاں مدینہ شریف میں محفل میلاد منعقد ہوئی جو بہت ہی پر رونق تھی اور انوار نبوی ﷺ چمکے محفل کے اختتام پر میر محفل نے تبرکات جلیبی تقسیم کی اور فرمایا ”آج رات میلاد کی جلیبی کھانے والے کو حضور ﷺ کی زیارت ہوگی کل علی الصبح بعد نماز فجر مسجد نبوی شریف میں ہر ایک اپنی کیفیت دیدار سنائے۔“

مجھے رات کو حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا دیکھا کہ حضور کی وقتی نفل میں حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اور دوسرے ہاتھ میں حضور ﷺ نے مفتی احمد یار خاں گجراتی کا ہاتھ پکڑ

رکھا ہے۔“

اس واقعہ سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حضرت حکیم الامت اور حضرت غزائی زماں علیہما الرحمہ کی قدر و منزلت اور مقبولیت کا برملا اظہار ہو رہا ہے اہل عشق کے نزدیک یہ مقام امت کے مخصوص افراد ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

حضرت مولانا الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب بانی جامعہ فریدیہ ساہیوال بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ فرمایا: یہ میری مدینہ طیبہ پہلی حاضری تھی میرے پاؤں میں ایک کاٹکا چھ گیا جو سخت تکلیف دے رہا تھا نکالنے لگا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی سر زمین جاز کے کانٹوں سے محبت یاد آگئی میں رک گیا اور پاؤں میں کاٹکا رہنے دیا نہ نکالا کئی دن بعد خود بخود در رک گیا۔ کسی عاشق نے خار مدینہ سے متعلق کتنی عمدہ محبت کا اظہار کیا ہے

پھول تو پھول کانٹوں میں بھی حسن ہے

لف جنت سے بڑھ کر مدینے میں ہے

براؤ خود اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا منظر بھی دیکھتے جائیے:

مبارک رہے عندلیبو! جنہیں گل

ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ

غزائی زماں علیہ الرحمہ کی محبت کی داستان کے ساتھ منزل عشق کے ایک اور شناسا حضرت شیخ الاسلام الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کی داستان محبت کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے: بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام پیر آف سیال شریف آستانہ عالیہ حضرت فرید الملتہ والدین خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ والرضوان کے مزار پر انوار کی حاضری کے لیے پاکستان تشریف لے گئے۔

پاکستان داخلہ کے وقت پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن کسی شوکر سے اوپر اٹھ کھڑا ہوا دھم کاری ناخن بالکل الگ نہیں ہوا ساتھ ہی رہا اور گا ہے گا ہے کسی چیز سے نئی تکلیف کا باعث بننا رہا عقیدت مند مقرر (قینچی) لے کر حاضر ہوا کہ اسے کاٹ کر بار بار کی تکلیف سے چھٹکارا پایا جائے۔

مگر حضور سیدی مرشدی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے جب اس عقیدت کیش کے ارادے کو بھانپ لیا تو آپ نے فرمایا ”مقرر اس کا استعمال ہمارے لئے جائز نہیں۔ تکلیف قابل برداشت



ہے ہم جب اولیاء کرام کی بارگاہوں میں حاضر ہوتے ہیں تو احرام عشق باندھ کر حاضری دیتے ہیں اور احرام باندھ کر ناخن، بال وغیرہ کاٹنے ممنوع ہیں "اللہ اکبر" ظاہر نہیں تو یہاں طرح طرح کے سوال پیدا کریں گے مگر باب عشق کے مدرسہ میں ایسے ہی درس دیئے جاتے ہیں۔

مرنی تو میندیش ز غوغائے رقیباں

آواز سکاں کم کلند رزق گدا را

اور باب محبت کا رزق عشق رسول کریم ﷺ سے ہی عبارت ہے۔ جو انہیں ہر لمحہ میسر ہوتا رہتا ہے۔

ہاں تو حضرت ابوالنصر شاہ صاحب فرماتے ہیں غزائے زماں کے مذکورۃ الصدور واقعہ کے چند روز بعد آپ کو غسل خانہ کے دروازہ سے پھانس (کڑی کا معمولی سا حصہ جسے پنجابی میں جھلتر بولتے ہیں) چھب گئی اور مجھے نکالنے کے لیے فرمایا۔ میں نے اسے نکال دیا اور ساتھ ہی عرض کیا حضرت اکاشا تو پاؤں میں رہنے دیا تھا؟ اسے بھی رہنے دیتے فرمایا "ارے شاہ صاحب! وہ کاٹنا کوئے حبیب کا ہی تھا یہ پھانس انڈونیشیا سے آئی ہوئی کڑی کی ہے" اللہ اکبر

محبت کی بے تابیاں کچھ نہ پوچھو

زبغ مصطفیٰ کا خیال آ گیا ہے

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

### (توجہ فرمائیں)

مضامین نگار اپنے اپنے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک دفتر مجلہ النظامیہ کے پتہ پر ارسال فرمادیا کریں تاکہ مضمون بروقت شائع کیا جاسکے۔ شکریہ  
آپ اپنے مضامین درج ذیل ای میل اڈریس پر بھیج سکتے ہیں۔ بذریعہ ایل میل مضمون بھیجنے والے حضرات اپنے مضامین تصحیح کر کے ارسال کریں۔ شکریہ

m\_ikram\_butt@yahoo.com

منجانب: دفتر مجلہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

## شہادتِ اعداء بر نورانیتِ حبیبِ خدا ﷺ

از قلم: مولانا سردار احمد رضا رضوی میلسی

ضابطہ اور اصول یہ ہے کہ مدعی اپنے دعویٰ کو دلیل و تنبیہ سے ثابت کرے اور سائل مد مقابل مخالف مدعی کے پیش کردہ دلائل کا رد و ابطال کرے۔ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کا عقیدہ و دعویٰ ہے کہ سرکار اقدس ﷺ بفضلہ تعالیٰ صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر اور حقیقت کے اعتبار سے نور ہیں، یعنی نور حسی، نور معنوی "نور من نور اللہ" ہیں اور نورانیت و بشریت میں منافات نہیں ہے۔

اہل سنت و جماعت جب اس دعویٰ پر بطور دلیل متعدد آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ، جلیل القدر مفسرین و محدثین کرام، ائمہ دین متین کی تصریحات اور گراں قدر ارشادات و فرمودات پیش کرتے ہیں تو مکررین نورانیت مصطفیٰ ﷺ وہابیہ، دیابند بہر صورت ان دلائل و شواہد کے رد و ابطال کی کوشش کرتے ہیں اور خدا وادشان نورانیت کو مٹانے کی مذموم سعی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اکابر وہابیہ دیابند کا اپنی متعدد کتب و رسائل میں ہمارے دلائل و شواہد ضبط تحریر میں لا کر سرکار اقدس ﷺ کے لئے نورانیت مقدسہ ثابت کرنا مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی حقانیت و صداقت اور عقیدہ و دعویٰ کے مضبوط و مستحکم ہونے اور وہابیہ دیابند کے ساکت و عاجز ہونے اور اصول و ضوابط سے عاری ہونے کی بین دلیل ہے۔ وہابیہ دیابند کی مستند و معتبر کتب سے چند حوالہ جات ہدیہ قارئین ہیں۔ والفضل ماشہدت بہ الاعداء۔

☆..... مولوی رشید احمد گنگوہی "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ "تحقیق آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور کتاب مبین"۔

نور سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک ہے۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نور فرمایا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سایہ نہیں رکھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (امداد السلوک ص: ۱۵۶)

☆..... نیز لکھتے ہیں "حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور مومنوں کو میرے نور سے"۔ (امداد السلوک ص: ۱۵۷)



کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دی ہے تو محمد بن مسلمہ رضی

تھے۔ (تقریر ۱۴ دسمبر ۱۹۷۱ء۔ تقریر رسالہ بشریت و رسالت ص: ۱۷)

ہے اصلاحات بھی نافذ کیں ہیں۔



اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ کام کروں گا تو وہ گئے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

(بخاری شریف، ۳۳۷۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ: (یاد رہے کہ یہ شاعر تھا اور حضور ﷺ کے خلاف اشعار لکھتا تھا۔)

۲..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ شریف میں داخل ہوئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ ابن حنظل کعبہ کے خلاف سے چٹا ہوا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

(بخاری شریف، ۳۳۷۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ: یاد رہے کہ ابن حنظل وہ شخص ہے جو نبی کریم ﷺ کے خلاف گانے سننے کے لیے اپنے ہاں عورتیں رکھے ہوئے تھا اور خود حضور ﷺ کے خلاف اشعار لکھتا تھا۔

۳..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جو نبی کریم ﷺ کو برا کہتی تھی اس صحابی نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہیں آئی پھر اس صحابی نے اس کے ڈانٹ ڈپٹ کی وہ پھر بھی باز نہیں آئی تو صحابی نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس صحابی کا بیان ہے کہ اس سے میرے دو موتیوں جیسے بیٹے تھے اور وہ میری دوست تھی اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔

(ابوداؤد، ۲۵۱۲، مکتبہ امدادیہ ملتان، سنن دارقطنی، ۳۹۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

۴..... حضرت علی کر اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نبیوں کو برا کہا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اسے کوڑے مارے جائیں۔

(مجموعہ صحیفہ، ۲۳۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۵..... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے نبی کریم ﷺ کو برا کہا تھا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے رسول ﷺ کو یا انبیاء میں سے کسی کو برا کہا اسے قتل کر دو۔ (مجمع الجوامع، ۲۵۱۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۶..... حضرت علی کر اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کو برا کہتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اس کو مار دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون رائیگاں ہے۔ (سنن ابی داؤد، ۲۵۱۲، مکتبہ امدادیہ ملتان)

۷..... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مشرک آدمی نے نبی

کریم ﷺ کو برا کہا تو ایک موقع پر نبی کریم نے فرمایا کہ میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پھر وہ گئے اور انہوں نے اس کو لٹکا کر مار کر دیا۔

(مجمع الجوامع، ۸۷۱۵، ۸۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۸..... حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ ابن کعبہ بنی کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ مجھ سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے تم جاؤ اور اسے قتل کر دو تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اُس کی کوئی نشانی بتا دیں تاکہ میں اسے پہچان لوں حضور نے مجھے اُس کی نشانی بتائی تو میں نے جب اُسے دیکھا تو پہچان لیا پھر جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ کون ہو؟ میں نے کہا عرب کا ایک آدمی اور میں نے سنا ہے کہ تم اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو میں اسی سلسلہ میں تمہارے پاس آیا ہوں اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے تو میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلا پھر میں نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا پھر حضور ﷺ مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر میں لے گئے اور مجھے ایک عصا عطا فرمایا میں نے عرض کی کہ یہ کس لیے ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے دن نشانی ہے چنانچہ انہوں نے ہمیشہ اس نشانی کو اپنی تلوار کے ساتھ لگا کر رکھا پھر جب ان کا انتقال ہوا تو وہ عصا ان کے ساتھ ان کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

(دلائل النبوة، ۳۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۹..... ابورافع نامی ایک شخص نبی کریم ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا اور وہ ایک قلعہ تک ے اندر اپنے گھر میں رہتا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف ایک جماعت بھیجی اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا تو وہ امیر رات کے وقت کسی طریقہ سے اس کے قلعہ میں داخل ہوئے تو وہ اپنے گھر میں اپنے گھروالوں کے درمیان سو رہا تھا تو اس جماعت کے امیر صحابی نے آواز دی اے ابورافع تو اس نے کہا کون ہے؟ تو میں اس کی طرف لپکا اور اس پر اپنی تلوار سے ضرب لگائی واپسی پر اندھیری رات ہونے کی وجہ سے ایک جگہ مجھے ٹھوکر لگی اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی تو میں نے اس کو اپنی پگڑی سے باندھ دیا اور قلعہ کے ایک دروازہ پر بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں ہلوں گا جب تک اس کے قتل کے خبر نہ پالوں پھر جب صبح مرغ ہوئے تو کہا گیا کہ ابورافع قتل ہو گیا ہے تو میں اپنے ساتھیوں کی طرف آیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے تو ہم



حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقع عرض کیا تو حضور نے میری ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایسے ہو گئی گویا مجھے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(دلائل النبوۃ ۲/۳۸۷، ۳۷۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت بخاری شریف، کتاب المغازی باب قتل ابی رافع) ۱۰..... حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو میں نے عرض کی اے رسول اللہ کے خلیفہ کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا قتل تو اس کے لیے ہے جس نے رسول اللہ کو برا کہا۔

(المحرم رک ۲/۳۷۵، کتاب الحدود مطبوعہ دار الفکر بیروت) نیز سورۃ الاحزاب کی آیہ نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں دنیا اور آخرت میں اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیہ نمبر ۶۱ میں فرمایا ایسے لعنتی جہاں بھی ملیں پکڑ لئے جائیں اور مچن مچن کر قتل کئے جائیں اور سورۃ المائدہ کی آیہ نمبر ۴۴ میں فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں آخر میں تمام برادران اسلام سے گزارش ہے کہ ان دلائل کی روشنی میں جو گستاخ رسول ﷺ کا حکم واضح ہوتا ہے اس سے ہمیں سبق حاصل کرتے ہوئے اس معاملہ میں رائے زنی سے گریز کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہم اپنی جہالت یا بے شعوری کے باعث اپنے ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس سے یہی بات واضح طور پر ثابت ہے کہ۔۔۔ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

### ﴿اپنا راز مت بتا﴾

- ☆..... جس کے خلاف تو نے کبھی فیصلہ دیا ہو۔ ☆..... جس کی بھلائی تیری برائی میں ہو۔
- ☆..... جس کو آزما یا نہ ہو۔ ☆..... جس کی طبیعت میں شرارت ہو۔
- ☆..... جو تیری طرف سے ناامید ہو گیا ہو۔
- ☆..... جو تیرے دشمن کے پاس بیٹھتا ہو۔ ☆..... جو عورت یا لڑکا ہو۔

(مراسلہ: محمد حسن رضا، لاہور)

## محسن انسانیت ﷺ کا فلسفہ عدل

شاہد مجتبیٰ محترم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محسن انسانیت، معلم کتاب و حکمت، صاحب جود و کرم، سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ آفتاب آمد دلیل آفتاب کی روشن مثال ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دین اسلام کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کا واضح تعارف اور مؤثر اہل انکرتے ہوئے نوع انسانی کو کفر و شرک اور جہالت کے اندھیروں سے ہی نہیں نکالا بلکہ طبقہ داریت کے جبر امارت و ثروت کی برتری اور نسلی عصبیت کے زعم باطل کا خاتمہ بھی کیا۔

کمزوروں، مجبوروں اور زرخیز غلاموں کو زور آور، اہل ثروت اور اذیت پسند طبقے کے شکنجے سے نکالا اور اسلام کے معاشرتی انصاف کے مسلمہ اصولوں اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کا اجالا انفس و آفاق میں پھیلایا۔

عصری علوم و افکار کے اس دور جدید میں کوئی بھی مکتبہ فکر یا سماجی اور اقتصادی اصلاح کا دعویٰ دار طبقہ انسانی جان کی حرمت اور حقوق خدا کے احترام کا اس سے بہتر اور جامع تصور پیش نہیں کر سکتا۔

جسے عہد رسالت مآب ﷺ میں عملاً بروئے کار لائے گیا اور آج بھی مسلم معاشرے میں انصاف، صلہ رحمی اور مساوات کے اصول تعلیمات رسول پاک کے زیر نکات ہیں۔

تاریخ گواہی دے رہی ہے کہ یہی اسلام کی فلاحی اور عادلانہ طرز حکومت کی سلونی صد کامیابی کا راز تھا۔ چنانچہ اس حدیث نبوی ﷺ میں ہر فرد اور پورے معاشرے کے لیے خدمت خلق کی کس

درجے کی ترغیب و تاکید ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مخلوق، خدا کا کنبہ ہے بہترین شخص وہ ہے جو خدا کے کنبے کے ساتھ احسان کرے سیرت رسول پاک کا یہ توجہ طلب پہلو بھی ہے اور قرآنی رشد و ہدایت اور اسوہ نبوی ﷺ کا نہایت وقیع زاویہ حکمت بھی کہ آپ ﷺ نے مخلوق خدا کو بطور فرد اور معاشرے اور من حیث القوم، خود داری، خوف خدا، جینے کا سلیقہ سکھایا فرسودہ روایات کے اندھیرے سے بنی نوع انسان کو نکالا۔

چنانچہ انقلاب اسلامی کے داعی اللہ کے رسول صادق ﷺ نے اپنی سیرت و کردار اور تعلیمات کے ذریعے، افراد کے درمیان حق تلفی سے گریز، رنگ و نسل کی عصبیت سے اجتناب



عدل وانصاف کی حاکمیت اور احکام خدا کی پیروی، باہمی رواداری، صلہ رحمی، خدا شناسی، حق پرستی اور خدمت خلق کا ٹھیک ٹھیک مفہوم سمجھایا ہے۔

آج ہمارا زیوں حال معاشرہ اور پراگندہ ماحول ان تعلیمات نبوی کو اختیار کرنے اور اس بارانِ رحمت کی افادیت کو زندگی کی تاریک اور کانٹوں بھری راہ میں مشعلِ فروزاں بنانے کا ضرورت مند ہے یہی ہمارا بیان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول پاک ﷺ کے لیے جزیہ جان فاری ہماری سیرت اور روحانیت کی زینت ہے اس طرح اسلامی عدل وانصاف اور مساوات محمدی کا دعوے دار معاشرہ اسوۂ رسول کی عملی اتباع بھی کرے۔ فرد اور خاندان، امیر و غریب طبقے اور ہمارے رہنما، سب کے سب اسلامی غیرت و حمیت اور خودداری سے سرشار کتاب و سنت کے سچے پیروکار بن جائیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کسی شہر میں قاضی کا تقرر فرماتے، تو ہدایت ہوتی کہ وہاں کے لوگوں کو آیات قرآنی سنائیں اور اسلام کے احکام سکھائیں ان سے یہ بھی کہا جاتا کہ ان کے مقدمات کا فیصلہ اسلامی احکام کے مطابق عدل وانصاف سے کریں۔ سنن ابی داؤد میں یہ قول فیصل موجود ہے کہ تقرری کے موقع پر قاضی حضرات کو جو عدالتوں کے سربراہ ہوتے تھے یہ بات بخوبی سمجھادی جاتی تھی کہ (اسلام کی) ہدایات کے خلاف جو کام کیے جائیں گے وہ کالعدم قرار دیے جائیں گے۔

ابن ہشام اور طبری میں یہ حوالہ ملتا ہے کہ جب عمرو بن حزم یمن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تھے تو انہیں آنحضرت ﷺ نے ایک تحریری ہدایت نامہ عطا فرمایا اس مفصل اور جامع دستاویز میں گورنر موصوف کو تاکید کی گئی کہ لوگوں کو بے لاگ عدل فراہم کیا جائے مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے مقتدر حاکم کو ظلم و ستم کو بہر نوع روکنے اور زیادتی سے باز رہنے کی تلقین بھی کی گئی تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ منورہ کی وسیع و عریض اسلامی فلاحی ریاست میں قومی حمیت عدل وانصاف اور خوش حالی کا ایسا دور دورہ تھا کہ صاحب نصاب کو ڈھونڈنے سے بھی مستحقِ زکوٰۃ نہیں ملتا تھا عوام کی تعلیم، بیماروں کا علاج، معالجہ لباس، اشیائے خورد و نوش، عزت و ناموس، جانی و مالی تحفظ، خواتین کی حرمت و حفاظت، اس عہد کے امیر المومنین اور عمال حکومت کی ذمہ داری تھی بیت المال فلاحی ریاست کی امانت تھا جہاں آمد و خرچ کا صحیح حساب موجود تھا مستحقین اور حق داروں کو وظائف کی ادائیگی ہر وقت ہوتی تھی کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا۔ (بقیہ صفحہ نمبر 34 پر ملاحظہ فرمائیں)

## جہیز کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر فوزیہ فیاض، پرنسپل جامعۃ النور لاہور

”جہیز میں گاڑی نہ دینے پر حافظہ بیوی کو شادی کے ۲۰ دن بعد سر میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا شوہر کا اعتراف قتل۔“ (روزنامہ خبریں ۲۲ دسمبر ۲۰۱۰ء)

یہ خبر سننے ہی وہ تمام زخم تازہ ہو گئے جو اس معاشرے نے جہیز کے نام پر ان غریب والدین کو دیئے ہیں جو بچیوں کو بیاتے بیاتے، قرضوں کا انبار سر پہ لئے اس دنیا سے گزر جاتے ہیں اور اس قرض کا بوجھ مرنے کے بعد ان کی روحوں پر بھی باقی رہ جاتا ہے۔

آخر بیٹی کے پیدا ہوتے ہی والدین کا سر کیوں جھک جاتا ہے، حالانکہ زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش کو عار جانا جاتا تھا، اور اسی لئے بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا تاکہ مستقبل میں کسی کو داماد نہ بنانا پڑے۔

آج کے دور میں اور دور جاہلیت میں فرق صرف یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں بیٹیوں کو زندہ گاڑ جاتا تھا اور آج والدین بیٹیوں کا گھر سنانے کے لئے خود زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔

والدین بچپن سے جوانی تک بیٹی کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں بیٹی کے جوان ہونے پر اس کی شادی کے لئے عمر بھر کی جمع پونجی داؤ پر لگاتے ہیں بلکہ قرض کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لالچی اور حرص سرریوں کی حرص پوری کرنے کے لئے سوئی سلاکی سے لے کر موٹر سائیکل اور گاڑی تک جہیز کے نام پر دی جاتی ہے۔ لڑکی کی ساس کو سونے کا زیور ڈالے بغیر اور تمام سرریوں کو کپڑے دیئے بغیر گویا شادی مکمل ہی نہیں ہوتی۔ دولہا کے لئے سونے کی انگلی اور چین بھی ضروری ہوتی ہے۔ (حالانکہ مرد کو سونا پہننا حرام ہے)

پھر ساری زندگی والدین اپنی بیٹی کا گھر سنانے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں، بدلے میں کبھی تو کسی کی بیٹی کو زندہ جلا دیا جاتا ہے کسی کی بیٹی کے سر میں گولی چلا دی جاتی ہے۔ یہ کیسا دستور ہے؟ بیٹی کی پیدائش کیا والدین کا ایسا قصور ہوتا ہے جس کی تلافی ممکن ہی نہیں؟

اس بارے اسلامی شریعت کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں! ہم پہلے والدین کی ذمہ داریوں کی بات کرتے ہیں کہ شریعت نے والدین پر کیا لازم کیا ہے



پھر شوہر کی ذمہ داریوں کو بیان کریں گے۔

## بٹی کی تربیت دوزخ کی آڑ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین پرورش کرے اس کے اور جنت کے درمیان کوئی آڑ نہیں، پوچھا گیا اگر دو ہوں؟ فرمایا: یہی اجر ہے پھر پوچھا گیا اگر ایک بٹی ہو؟ فرمایا: یہی اجر ہے۔

حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بٹی کی اچھی تعلیم و تربیت نہ صرف والدین کے لئے فرض ہے بلکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے سبب وہ جنت میں جائیں گے۔

خود نبی پاک ﷺ اپنی بیٹیوں سے کس درجہ محبت فرمایا کرتے تھے اس کا ثبوت ہمیں احادیث سے بکثرت ملتا ہے۔

## بٹی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ نے والدین پر اچھی تعلیم و تربیت کے بعد مناسب جگہ پر ان کا (بیٹیوں) کا نکاح کرنا بھی لازم قرار دیا ہے۔ اسلام نے اگرچہ نکاح میں بٹی پر زبردستی نہیں رکھی مگر اس کی رضا مندی ضروری ہے۔ والدین پر لازم ہے کہ وہ اچھی جگہ ان کے نکاح کروائیں، محض دو ہی ذمہ داریاں والدین پر عائد ہیں اول بہترین تعلیم و تربیت دوم ان کا نکاح منعقد کرنا۔

## شوہر کی ذمہ داریاں

۱..... مہر ادا کرنا۔ بوقت نکاح مرد کچھ مال کے عوض عورت کو اپنی زوجیت میں لاتا ہے اور مہر ادا کرنا اس کے لئے ضروری ہے پھر وہ مہر خالصہ عورت کی ملکیت ہے اور مہر کی مقدار میں زیادتی مقرر نہیں کی گئی۔

۲..... نان و نفقہ، سکنتی کی ادائیگی۔ نکاح کے بعد شوہر پر عورت کا طعام و لباس اور محفوظ جگہ مہیا کرنا لازم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله به بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم ط۔

ترجمہ: مرد عورتوں کے نگہبان ہیں اس فضیلت کے بنا پر جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی اور اس مال

کے ذریعہ جو مرد عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔

شریعت مظہرہ نے مرد پر لازم کیا ہے کہ اپنی بیوی کو کھانا کھلائے لباس پہنائے اور محفوظ جگہ پر رکھے، سسرال والوں کے ساتھ رہنا اور ان کی خدمت کرنا عورت پر لازم ہے اگر وہ خوشی سے ایسا کرتی ہے تو اچھی بات ہے، شوہر ایسا کرنے پر بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا، گھر کی ضرورت کی چیزیں مہیا کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے، نہ کہ والدین کی۔

## میراث میں عورت کا حصہ

اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس کے شوہر کی میراث میں بھی حصہ دار بنایا ہے۔ اگر بالفرض عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد دوسرا نکاح کر لے تب بھی وہ پہلے شوہر کی میراث میں حصہ دار ہے۔ والدین اور شوہر کی ذمہ داریوں کو بیان کرنے کے بعد اب جہیز پر شرعی حیثیت پر بات کرتے ہیں۔

## جہیز کیا ہے؟

جہیز کے لغوی معنی ”سامان سفر“ کے ہیں اور اصطلاحی معنی ”تھوڑا سا سامان“ کے ہیں۔ لیکن یہ دونوں معنی اب مستعمل نہیں ہیں کیونکہ اب یہ ہمارے معاشرے کی ایک بہیمانہ رسم بن چکی ہے لہذا ہم کہیں گے کہ اس کے معاشرتی معنی یہ ہیں۔

غریب والدین کے لئے ایک تادان ہے جو انہیں بٹی کے ماں باپ ہونے کے جرم میں دینا پڑتا ہے اس میں گھر کے سامان کی ہر چیز بچکن کے برتنوں سے لے کر ٹی وی، فریج تک شامل ہے اور اعلیٰ درجے کا داماد حاصل کرنے کے لئے موٹر بائیک، گاڑی وغیرہ بھی دی جاتی ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے صرف بہترین پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری تو والدین پر عائد کی ہے لیکن ہمارے معاشرے میں ایسا کیوں ہوتا ہے کہ والدین بیٹے کی شادی کے نام پر بیٹے کی بولی لگاتے ہیں اور جو بٹی کے والدین ان کے بیٹے کی صحیح قیمت لگاتے ہیں وہاں سودا طے پا جاتا ہے۔

روزانہ بہت سی بیٹیاں جہیز حسب فرمائش نہ لانے پر جلاوی جاتی ہیں لاکھوں جہاں اسپتال سروں میں چاندی بچھائے شادی کے انتظار میں بیٹھی رہ گئی ہیں کیونکہ ان کے والدین کے پاس جہیز دینے کے لئے قیمتی سامان نہیں ہے۔ مجھے ان نوجوانوں پر انتہائی دکھ ہوتا ہے جو اس معاملے میں خاموشی برتتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو جہیز لینے سے منع نہیں کرتے۔



اللہ رب العزت نے تو مرد و عورت کا نگہبان مقرر کیا ہے اور اس پر ہی ہر طرح کی ذمہ داری بھی لگی ہے کیا ہم کہہ کر والدین اپنا جگر کا ٹکڑا بیٹی کی صورت میں دوسرے کو دے دیتے ہیں پھر بھی بیٹی کے سرالی جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں ایسے لالچی والدین اور ان کے لالچی بیٹے یہ کیوں نہیں سوچتے نہ جانے کتنے غریب والدین سود پر قرضہ اٹھا کر بیٹی کی شادی کرتے ہیں پھر ساری زندگی وہ قرض ادا کرتے رہتے ہیں۔

کس شریعت میں والدین پر بیٹی کو جہیز دینا فرض ہے؟ اگر والدین حسب توفیق اپنی بیٹی کو کچھ دیتے ہیں تو وہ ان کی خوشی ہے سرالیوں اور شوہر کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ اول درجے کی کمینگی ہے کیا ایسے نوجوانوں کو اپنے زور بازو پر بھروسہ نہیں ہے؟ کیا وہ اپنی بیوی کو گھریلو سامان اور دوسری ضروریات زندگی نہیں دے سکتے؟ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو شادی کیوں کرتے ہیں؟ حالات اچھے ہونے کا انتظار کریں۔

آخراً فرسودہ لعنت کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے کچھ گزارشات درج ذیل ہیں۔

۱..... خواتین کو یہ شعور دیا جائے کہ جہیز ایک لعنت ہے بیٹوں کے رشتوں کیلئے حسن اخلاق اور اچھے خاندان کو ترجیح دیں۔ حسب نسب، دولت اور دین دار کو ترجیح دیں۔ اگر خواتین میں یہ شعور پیدا ہو جائے تو یہ لعنت کافی حد تک ختم ہو سکتی ہے۔

۲..... تعلیمی اداروں میں خصوصاً طالب علموں کو اس برائی سے بچنے کی ہدایت کی جائے اور ان کو باخیر نوجوان بنایا جائے ان کے ذہن میں یہ سوچ پیدا کی جائے کہ بیویوں کے گھر والوں سے مانگنا بے غیرتی اور کمینگی ہے۔

۳..... امیر لوگوں سے گزارش ہے کہ اگر وہ لاکھوں کا جہیز اپنی بیٹی کو دے سکتے ہیں تو اس کی نمائش ہرگز نہ کریں۔ وہ نہیں جانتے ایک امیر کی بیٹی جب لاکھوں کا جہیز لے کر سرال جاتی ہے تو اس کے قدموں تلے کتنے غریب والدین کی بیٹیوں کے دل روندے جاتے ہیں۔

۴..... مجموعی طور پر اصلاح کے لئے معاشرے میں میڈیا کے ذریعے ایسے پروگرام نشر کیے جائیں جس میں لالچی سرالیوں کی مذمت کی جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی جائے کہ بیٹی کو اپنی حیثیت سے بڑھ کر جہیز دینا ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔

۵..... اگر کوئی خاندان جہیز کا مطالبہ کرتا ہے تو نہ صرف انہیں بیٹی دینے سے انکار کیا جائے بلکہ ان کے اس فعل کا خوب چرچا کیا جائے۔

آخر والدین کو اللہ کی ذات پر بھروسہ کیوں نہیں ہوتا؟ وہ حقیقی مسبب کو چھوڑ کر ایسے لالچی سرالیوں کو بیٹی دینے پر مجبور کیوں ہو جاتے ہیں؟ اگر لالچی لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے تو کافی حد تک اس برائی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

۶..... ہرگز ہرگز فراموشی سرالیوں کو بیٹی نہ دی جائے اللہ پر بھروسہ رکھا جائے وہ بہترین مسبب الاسباب ہے جوڑے تو آسمانوں پر بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہرگز غافل نہیں ہے جو اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ غیب سے اس کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ”اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں راستہ دکھاتے ہیں۔“  
۷..... معاشرے میں تیل مہندی اور مایوں وغیرہ جیسی فضول رسومات رواج پا چکی ہیں جن میں تاج گانا، ڈھول تماشہ اور لڑکیوں کا باز اڑوں گلیوں میں بن ٹھن کر نکلتا شامل اور بعض اوقات تو (نعوذ باللہ) وہ سر عام ناجحی نظر آتا ہیں۔

اول تو یہ شرعاً ناجائز و حرام اور دوم ان خرافات پر بھی لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے یہ فضول خرچی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان رسومات پر سختی سے پابندی ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی خرافات سے بچائے۔ آمین

۸..... عموماً ہمارے گھرانوں میں شادی بیاہ سے متعلق معاملات ہماری ماؤں کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اگر ہماری مائیں جہیز، تیل مہندی جیسے فضول کاموں سے کنارہ کشی کر لیں اور یہ سوچ لیں اگر آج بہو سے جہیز کا مطالبہ کریں گی تو کل ان کی بیٹی جب بیاہ کر جائے گی تو اس کی ساس بھی اس سے یہی مطالبہ کرے گی تو امید ہے جہیز جیسی لعنت سے ہمارا معاشرہ پاک ہو جائے گا۔

☆☆☆.....☆☆☆

### (منتظر رہے)

☆..... زیادہ کھانے والا بیماری کا۔ ☆..... ادب باش یاروں والا بربادی کا۔

☆..... چغل خوری کرنے والا ذلت و خواری کا۔ ☆..... ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کا۔

☆..... مان باپ کا نافرمان اپنی اولاد کی نافرمانی اور مفلسی کا۔

☆..... پڑوسی کو تکلیف پہنچانے والا جلد خدا کے قہر و عذاب کا۔ (مراسلہ: نذیر احمد، حاصل پور)



## ناموس رسالت ﷺ

(ضیاء محمد ضیاء پسروری)

ہے شاہد آج بھی تاریخ اس زندہ حقیقت پر  
کہ آج آنے نہیں دیتے غلام آقا ﷺ کی عزت پر  
ہوا ہرزہ سرا جب بھی کوئی شان رسالت میں  
گیا بچ کر نہ زندہ پھر وہ اپنی اس جسارت پر  
دکھاتا ہے کوئی جانباز راہ اُس کو جہنم کی  
جہنم ہے کوئی دیوانہ اُس ابلیس فطرت پر  
دیے ہر دور میں عشاق نے جانوں کے نذرانے  
کیا سب کچھ تصدق اپنا ناموس رسالت ﷺ پر  
اگرچہ راستہ روکا گیا دارورسن سے اُن کا  
مگر چلتے رہے اہل وفا راہ عزیمت پر  
کبھی زنجیر سے الجھے ، کبھی شمشیر سے کھیلے  
ہے ناز اسلام کو اُن جاں نثاران نبوت پر  
کٹا دیتے ہیں سر اپنے ، لٹا دیتے ہیں گھر اپنے  
خدا رحمت کرے اُن عاشقان پاک طینت پر  
ہے شرط اولیٰ ایمان، محبت سرور دیں ﷺ کی  
تحفظ فرض ہے ناموس پیغمبر ﷺ کا امت پر  
سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں  
بڑھا دیتے ہیں کلوا سرفروشی کے فسانے میں

## ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

سید عارف محمود پور رضوی

اولاد کا دولت کا ہر اک مان ہے حاضر  
جینے کا بہم ہر کوئی سامان ہے حاضر  
جو شان میسر ہے وہ ہر شان ہے حاضر  
حق نے جو کیا ہم پہ وہ احسان ہے حاضر  
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کی حفاظت ہے عبادت  
ناموس رسالت کی وکالت ہے عبادت  
ناموس رسالت کی اشاعت ہے عبادت  
اس کام کو ہر صاحب ایمان ہے حاضر  
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت سے عقیدت میں بھلا ہے  
ناموس رسالت ہی سے دیں پھولا بھلا ہے  
ایمان کی ناموس رسالت ہی بنا ہے  
یہ عشق کا وجدان کا فرمان ہے حاضر  
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کے تحفظ کا یہ قانون  
ترمیم نہیں اس میں روا ، بدلے نہ مضمون  
کب کوئی ہے اس باب میں جو ٹھہرا ہو ماذون  
مکر کے لئے موت کا سامان ہے حاضر  
ناموس رسالت کے لئے جان ہے حاضر

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆



ہم مجاہد اہل سنت، محسن اہل سنت، پیر طریقت رہبر شریعت،

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا

پیر محمد اکرم شاہجمالی مدظلہ العالی

کو جماعت اہل سنت پاکستان کا

مرکزی نائب امیر منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ

گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ہم دعا گو ہیں

اللہ تعالیٰ آپ کو مسلک حق اہل سنت و جماعت کی صحیح

معنوں میں نمائندگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاۃ سید المرسلین

منجانب :

مریدین و متوسلین آستانہ عالیہ شاہجمالیہ

ڈیرہ غازی خان

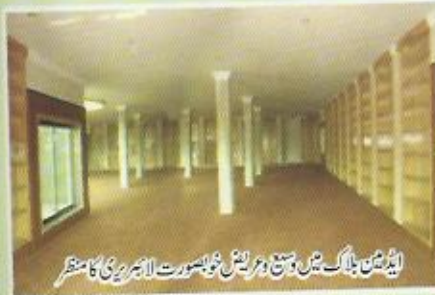




جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



ایڈیشن بلاک میں مینجمنٹ اور لٹریچر خواجہ مسعود ہاشمی کا منظر



جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



ہاسٹل کا کوئی شوقیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



لیکچر ہال میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی کا منظر



جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



مدرسہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی



جامعہ نظامیہ شجاعیہ درہنشاہ علی گڑھ میں مولانا خواجہ مسعود ہاشمی